© rasailojaraid.com

ابو عمار زاہد الراشدی

افغان طالبان کا موقف اور خادم الحرمین کی خواہش

۱۶ جولائی کے ایک قومی اخبار نے مکہ مکرمہ میں او آئی سی کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی مسلم علماء کانفرنس اور دانشوروں کی حالیہ کانفرنس کے حوالہ سے خادم الحرمین شریفین شاہ سلیمان بن عبد العزیز حفظہ اللہ تعالیٰ کا ایک بیان شائع کیا ہے جس میں انہوں نے افغانستان میں جلد از جلد امن کے قیام کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے افغان حکومت اور طالبان سے کہا ہے کہ وہ مذاکرات کے ذریعے مسئلہ کا حل نکالیں اور فرمایا ہے کہ افغانستان میں جلد از جلد امن کا قیام سعودی عرب کی ترجیحات میں شامل ہے۔ سعودی عرب کے محترم فرمانروا کے ارشادات کی روشنی میں ہم ان کی خدمت میں کچھ مؤدبانہ گزارشات پیش کرنا چاہتے ہیں۔

عزت مآب شاہ سلیمان بن عبد العزیز عالم اسلام کی محترم ترین شخصیت ہیں اور ان کے نام کے ساتھ خادم الحرمین شریفین کا عنوان دیکھتے ہی ہر مسلمان کا سر نیاز خود بخود جھک جاتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ افغانستان میں امن کی خواہش ان سے زیادہ کسے ہو سکتی ہے یا کسے ہونی چاہیے؟ مگر ہم بڑے ادب و احترام کے ساتھ ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ازراہ کرم اس سلسلہ میں ”امارت اسلامیہ افغانستان“ کے موقف پر بھی ایک نظر ڈالنے کی زحمت فرمائی جائے تو مسئلہ کا حل جلد از جلد نکالنے میں سہولت حاصل ہو سکتی ہے۔

افغان طالبان کا موقف یہ ہے کہ ان کی جنگ افغانستان کے کسی طبقہ سے نہیں بلکہ وہ امریکی اتحاد کی افغانستان میں داخل ہونے والی فوجوں کے خلاف اپنے وطن کی آزادی، خود مختاری اور اسلامی تشخص کے لیے اسی طرح لڑ رہے ہیں جس طرح انہوں نے سوویت یونین کے عسکری تسلط کے خلاف جنگ ”جہاد افغانستان“ کے عنوان سے لڑی تھی اور دنیا کے بہت سے دیگر ممالک کی طرح سعودی عرب نے بھی انہیں سپورٹ کیا تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ کابل کی موجودہ حکومت کا اپنا کوئی مستقل وجود نہیں ہے بلکہ وہ بیرونی عسکری قوت کے سہارے قائم ہے اور تمام تر عسکری و مالی امداد کے باوجود اسے افغانستان کے تیس فیصد رقبہ سے زیادہ پر کنٹرول حاصل نہیں ہے۔ اس لیے وہ مذاکرات کے لیے تیار ہیں لیکن کابل کی حکومت کے ساتھ نہیں بلکہ وہ اصل فریق یعنی امریکہ کے ساتھ مذاکرات کریں گے اور ان مذاکرات کی پہلی شرط افغانستان سے امریکی اتحاد کی فوجوں کا انخلا ہوگا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جبکہ دوسری طرف امریکی حکومت کا موقف اس حوالہ سے کیا ہے؟ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل چند باتوں کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ اسی سال مارچ کے دوران افغانستان میں امریکی فوجوں کے سربراہ جنرل نیکلسن نے ایک پریس کانفرنس میں کہا تھا کہ ہم طالبان پر مذاکرات کے لیے دباؤ ڈال رہے ہیں کہ وہ مذاکرات کی میز پر آئیں اور اس کے لیے مختلف ممالک میں علماء کرام کی کانفرنسیں منعقد کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں تاکہ طالبان پر مذہبی حوالہ سے بھی دباؤ ڈالا جا سکے۔ اس کے بعد جون کے دوران امریکی وزیر خارجہ مائیک پومپیو نے بھی امریکی سینٹ کی خارجہ امور سے متعلقہ کمیٹی کو بریفنگ دیتے ہوئے یہی بات کہی تھی کہ ہم اس کے ساتھ ساتھ طالبان میں ''درست قیادت'' کی شناخت کا سلسلہ بھی جاری رکھے ہوئے ہیں جسے مذاکرات کی میز پر لایا جا سکے۔ جبکہ ابھی ماہ رواں کی ۹ تاریخ کو امریکی وزیر خارجہ نے کابل کے ہنگامی دورہ کے موقع پر یہ فرمایا ہے کہ امریکہ طالبان سے مذاکرات کا حصہ بننے کے لیے تیار ہے لیکن طالبان امریکی انخلا کا انتظار چھوڑ دیں۔

اس تناظر میں مسلم حکمرانوں کو اپنے دباؤ کا رخ صرف طالبان کی طرف رکھنے کی بجائے دوسرے فریق یعنی امریکی اتحاد سے بھی بات کرنا ہوگی کہ وہ افغانستان سے فوجوں کے انخلا کے بارے میں ہٹ دھرمی چھوڑ کر اصل فریقین کے درمیان بامقصد اور باوقار مذاکرات کی صورت نکالے ورنہ خالی پانی بلوہتے رہنے سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوگا۔ امریکہ بہادر کو یہ بات یاد دلانے کی ضرورت ہے کہ اس نے ویتنام کی جنگ میں ۱۹۶۱ء سے ۱۹۷۵ء تک پینتالیس ہزار سے زیادہ امریکی شہریوں کی جانوں کی قربانی کے بعد وہاں کے جنگجوؤں ''ویت کانگ'' سے براہ راست مذاکرات فوجوں کے انخلا کی شرط پر ہی کیے تھے۔ اور فوجیں نکالنے کے بعد ۱۹۹۷ء میں ویتنام کو جنگی نقصانات کی تلافی کے لیے ۱۴۶ ملین ڈالر کی رقم بھی فراہم کی تھی۔ افغانستان کی یہ جنگ اس سے مختلف نہیں ہے اور اس کے لیے کوئی یکطرفہ الگ معیار قائم کر کے امن قائم نہیں کیا جا سکے گا۔

امریکی قیادت کو ایک اور بات بھی یاد دلانے کی ضرورت ہے کہ غیر ملکی فوجوں کی موجودگی پر اصرار کے ماحول میں کیے جانے والے معاہدات دیرپا نہیں ہوتے جس کی واضح مثال اب سے ایک صدی قبل ترکی کے ساتھ طے پانے والا ''معاہدہ لوزان'' ہے جس میں ترکی سے (۱) خلافت کے خاتمہ (۲) شریعت کی منسوخی (۳) اور ترکی سے باہر خلافت کے زیر حکومت رہنے والے علاقوں سے دستبرداری کی شرائط غیر ملکی فوجوں کے زیر سایہ لکھوائی گئی تھیں۔ مگر ترک عوام نے اسے قبول نہ کرتے ہوئے صرف تین عشروں کے وقفہ سے اسلامی اقدار و روایات کی طرف واپسی کا سفر عدنان میندریس شہیدؒ کے دور میں شروع کر دیا تھا جو اب تک نہ صرف جاری ہے بلکہ مسلسل پیشرفت کر رہا ہے اور حالیہ صدارتی انتخابات کے بعد ترکی اس حوالہ سے ایک نئے دور میں داخل ہو گیا ہے۔ تاریخ کے طالب علم کے طور پر ہماری شروع سے یہ رائے رہی ہے کہ یہ معاہدہ جبری تھا اور ''گن پوائنٹ'' پر کرایا گیا تھا مگر اب ترکی کے صدر حافظ رجب طیب اردگان نے بھی گزشتہ سال اقوام متحدہ کی جنرل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہہ دیا ہے کہ ”معاہدہ لوزان“ ترک قوم کی رائے لیے بغیر جبراً مسلط کیا گیا تھا۔

ہم عزت مآب شاہ سلیمان بن عبد العزیز کی خدمت میں بصد ادب و احترام یہ گزارش کریں گے کہ وہ امریکہ بہادر سے بھی بات کریں اور عالم اسلام کے دیگر حکمرانوں کو ساتھ لے کر معروضی حقائق اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے افغانستان میں قیام امن کی طرف سنجیدہ پیشرفت کریں۔ ہم جیسے خدام ان کے لیے دعا گو ہوں گے اور جہاں تک ہمارے بس میں ہوا تعاون و خدمت سے بھی گریز نہیں کریں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ شاہ سلیمان مسلم دنیا کے لیے بزرگ باپ کی حیثیت رکھتے ہیں اس لیے ڈرتے ڈرتے ہم ان کی خدمت میں اپنی اس عرضداشت کے ساتھ ایک اور بات کا اضافہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ کیا اب ”معاہدہ لوزان“ کی طرح مشرق وسطیٰ میں مغربی طاقتوں کے ساتھ ایک صدی قبل کیے جانے والے دیگر معاہدات پر بھی نظر ثانی کی ضرورت نہیں ہے؟ ہمارے خیال میں یہ امت کی اہم ترین ضرورت ہے مگر یہ درخواست ہم خادم الحرمین الشریفین کے سوا اور کس سے کر سکتے ہیں؟

پاکستان شریعت کونسل پنجاب کی مجلس عاملہ کا اجلاس

پاکستان شریعت کونسل پنجاب کی صوبائی مجلس عاملہ کا اجلاس 18 جولائی 2018 کو مسجد صدیقیہ سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں طے پایا کہ مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر اور مولانا مفتی محمد نعمان پسروری مولانا عبد المالک، مولانا قاری عبید اللہ عمر اور قاری محمد عثمان رمضان ان پر مشتمل وفد مختلف شہروں کا دورہ کر کے علمائے کرام امیدواروں اور ووٹروں کو توجہ دلانے کی کوشش کرے گا کہ الیکشن کے موقع پر ملک میں نفاذِ اسلام، تحفظ ناموس رسالت، تحفظ ختم نبوت، سودی نظام کے خاتمے اور فحاشی کی روک تھام کے اجتماعی دینی تقاضوں کو ترجیح دینے کی ضرورت ہے تاکہ انتخابات کو مستقبل کے لیے بہتر قیادت کے چناؤ کا ذریعہ بنایا جا سکے۔

اجلاس میں ختم نبوت کے سلسلے میں اسلام آباد ہائیکورٹ کے فیصلے کا خیر مقدم کیا گیا اور نگران حکومت سے کہا گیا کہ وہ اس معاملے میں عوامی جذبات کے منافی کسی اقدام سے گریز کرے اور دستور کے تقاضوں کا احترام کرے۔

اجلاس میں مندرجہ ذیل حضرات نے شرکت کی: مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا قاری عبد اللہ، مفتی محمد زرولی، مولانا قلم الفاروقی، مولانا محمود الرشید، مولانا محمد عثمان رمضان، مولانا مفتی محمد نعمان، مفتی غفران اللہ، مولانا قاری گلزار احمد آزاد، حافظ عبد الرحمٰن معاویہ، قاری نثار احمد۔

© rasailojaraid.com